مولانا ہاشمی اور اتحاد عالم اسلام

جناب نصرت علی اثیر
چیف لائبریرین اسیکریٹری دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

مولانا سید محمد متین ہاشمی نے جس دور میں آنکھ کھولی اس وقت بر صغیر کا مسلمان انگریزوں کی عیارانہ اور ظالمانہ حکومت کا جوا اتار پھینکنے کیلئے کوشاں تھا۔ جبکہ خود انگریز اپنی عالمی بساط سیاست کے ہاتھوں دوسری جنگ عظیم میں پھنس چکا تھا۔ قیام پاکستان اور ملت بیضا پر کٹ مرنے کی تحریکیں بر صغیر کے دامن میں خون رواں کی طرح سراپا سرگرم تھیں۔ خاندانِ سادات کی علم دوستی اور دینداری کا بیج آپ کی روح میں جاگزیں تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے نامور اساتذہ جناب مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اعزاز علی، مولانا ابراہیم بلیاوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور قاری محمد طیب صاحب کی سراپا صدق وصفا سیرتوں کے نقوش آپ کے دل ودماغ کو اسلام کی آفاقی اور ابدی زندگی میں رنگ چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اسلامی تہذیب وتمدن کی ترجمانی اور اشاعت کو اپنا مشن بنا کر کام شروع کیا۔

۱۹۴۸ء میں دہلی کے نامور جریدے "ہمدرد" میں بطور معاون مدیر شامل ہوگئے۔ اور ۱۹۵۲ء تک اس کے صفحات پر اپنے رشحات قلم سے علمی وفکری حجابوں کو ہٹاتے رہے۔ اسی سال سید پور (مشرقی پاکستان) میں تعلیم وتعلم کے پیشہ کی پیشکش ہوئی۔ چنانچہ آپ فوراً قبول کر کے مشرقی پاکستان چلے گئے کیونکہ آپ کو اپنے نظریات و افکار کے علمی نقوش صرف اور صرف اپنے تیار کردہ طلباء میں ہی جلد نظر آسکتے تھے۔ ۶۲-۱۹۶۰ء میں مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان آنے کا موقع ملا۔

یہ مختصر عرصہ جو صرف اور صرف اپنی تعلیمی استعداد بڑھانے کی خاطر نکالا تھا، بھی یہاں کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ محمدی شریف (جھنگ) میں تعلیم وتدریس اور اس کے ترجمان رسالہ " الجامعہ " کی معاون اعزازی ادارت میں گزاردیا۔ جامعہ محمدی کا ادارہ ایک مخصوص اور منفرد مقصد کا حامل تھا۔ اتحاد عالم اسلام اس کا طرہ امتیاز تھا۔ "الجامعہ" کے سرورق پر لکھے گئے

نمایاں الفاظ "اتحاد عالم اسلام کا نقیب" اس کے شاہد ہیں۔

دسمبر ۱۹۶۰ء میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان سعودی عرب کا دورہ کرکے واپس آئے تو آپ نے الجامعہ میں ایک خصوصی یاداشت لکھی۔

"قائد اعظم مرحوم بانی پاکستان نے باوجود تمام تر زحمتوں اور بعد المشرقین کے مشرقی پاکستان کو بھی تسلیم کیا جبکہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان تقریباً بارہ سو میل میں وہ ملک آباد ہے جس سے ہمارے تعلقات اکثر ناخوشگوار رہے۔ میرے خیال میں بانی پاکستان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ مشرقی پاکستان ان تمام اسلامی ریاستوں کا فکری، سیاسی، تمدنی، دینی اور صنعتی مرکز ہوگا جو مشرق میں واقع ہیں اور مغربی پاکستان ان تمام مسلم ممالک کو رشتۂ اتحاد میں جوڑنے کا سبب بنے گا جو مغرب میں ہیں"

شومیٔ قسمت کہ بانی پاکستان بہت جلد ہم سے منہ موڑ کر ابدیت کی آغوش میں چلے گئے اور اس ملک کی زمام اقتدار ان ہاتھوں میں آگئی جو اس کے ایک ایک بنیادی تصور اور اساسی نظریئے کو کچل ڈالنے کے خواہاں تھے۔ ملک میں اقتدار طلبی کے بحران میں خارجی روابط کا احساس تک نہ رہا۔ اس کمزوری سے حریف بھارت نے جی بھر کر فائدہ اٹھایا۔ اس نے اپنے آپ کو داخلی طور پر فوجی صنعتی اور اقتصادی طور پر مضبوط بنایا اور بیرونی ممالک خاص طور پر اسلامی ممالک میں جہاں ہمارے تعلقات ہماری طاقت بن سکتے تھے، ہمارے خلاف پراپیگنڈے کی زہرناکی پھیلانا شروع کردی۔ اپنے مقاصد کی بار آوری کیلئے اہل زباں قابل سفراء بھیجے، ثقافتی اور صنعتی وفود بھیجے اور اخبارات، رسائل اور ریڈیو کے تبادلے سے اپنا موقف بہتر طور پر ان ممالک کے عوام اور خواص کے دلوں میں جاگزیں کیا کہ وہ لوگ ہم سے برگشتہ ہوگئے۔ یہی وجہ تھی کہ پنڈت نہرو جب ریاض کے ہوائی اڈے پر اترے تو ان کو "رسول السلام" کے معزز لقب سے نوازا گیا"

اس پس منظر میں صدر پاکستان کو اسلامی ممالک سے روابط بڑھانے کیلئے اسلام کے ناقابل شکست رشتہ کی بنیاد پر چند ضروری اقدامات کی نشان دہی کی۔ جو کہ بعد میں عالمی اسلامی اتحاد کی بنیاد بھی بنے۔

۱۔ مشرق وسطی اور مشرق بعید کے ممالک میں ذرائع ابلاغ کو موثر کیا جائے۔

۲- عربی زبان میں رسائل و جرائد شائع کیئے جائیں۔
۳- سکول، کالج اور جامعات کے طلبہ کا باہمی تبادلہ کیا جائے اور طلبہ کو وظائف دیئے جائیں۔
۴- مقامی زبانوں میں ماہر سفراء کا تقرر کیا جائے۔
۵- جید علماء پر مشتمل وفود بھیجے جائیں۔
۶- عربی اور دینی علوم کو ملک کی جامعات اور دیگر تعلیمی اداروں میں فروغ دیا جائے۔
۷- ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایسے پروگرام مرتب کیئے جائیں جو ان ممالک کی خاطر خواہ دلچسپی کے مرہون منت ہوں۔
۸- قومی ادب کے تراجم کر کے ان ممالک میں بھیجے جائیں۔
۹- دنیا کے دیگر جمہوری ممالک کو کمیونزم کے آمدہ خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے پاکستان کو مشرق نکے ممالک میں کام کرنے کیلئے مناسب امداد پر ابھارا جائے۔

مولانا نے ان تجاویز کی افادیت کو باور کراتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اشتراکیت کا بڑھتا ہوا سیلاب ڈالروں کے بند سے نہیں روکا جاسکتا یہ ایک نظریہ ہے اور اسکے جواب میں اسلام اور صرف اسلام ہی وہ جان دار نظریہ ہے جس کی بنیاد پر کھڑے ہو کر کمیونزم کے امڈتے سیلاب کو نہ صرف روکا جاسکے گا بلکہ اس کے خوش کن نظریات کی زہرناکی کو واضح کرکے اسے رسوا کیا جاسکے گا۔ مولانا نے تجاویز مذکورہ بالا کے ذریعے ایسی فضا پیدا کرنے پر زور دیا جس سے عالم اسلام کے درمیان ایک خوشگوار تعلقات کا آغاز ہوسکے اور اس کے بعد نئے تعلقات کو ابدی بنیادوں پر استوار کر کے ایک عالمی اسلامی بلاک کا آغاز کیا جاسکے۔

آپ نے ان معروضات کے آخر میں یہ پیشگوئی کی کہ یہ سہانے سپنے انشاء اللہ زندہ تابندہ حقیقتوں کے روپ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں گے جس سے عقلیں حیران اور آنکھیں خیرہ ہوجائیں گی۔ کیونکہ پاکستان کے نعرے کو بھی لوگ مجذوب کی بڑ اور پاگل کا خواب کہتے تھے لیکن دنیا نے دیکھا کہ اسلام کی روشنی سے منور دل پاکستان لے کر رہے اور انشاء اللہ یہی دل اس پاکستان کے روشن مستقبل پر دلیل ہیں۔

مولانا کی یہ معروضات اس دور میں پیش کی گئیں جب عالم اسلام خلافت عثمانیہ کی

شکست وریخت کے بعد عالمی استعمار کے ہاتھوں شدید نسلی، وطنی اور علاقائی تفریق کا شکار تھا۔ عالم عرب میں فلسطین کے نولاکھ عرب مسلمانوں کو دربدر کر کے یہودی ریاست اسرائیل کو قائم کیا جاچکا تھا۔ ترک عربوں سے اور عرب ایرانیوں سے، شام مصر سے اور عراق ایران سے برسرپیکار تھا۔ ایران نوشیروان و کسریٰ کی عظمت کے ترانے الاپ رہا تھا مصر فراعنہ قدیم سے تاریخی رشتہ گانٹھ کر اپنی لافانی تہذیب کا دعوے دار تھا، غرضکہ اسلام کو فرسودہ اور بوسیدہ تہذیب کا پیکر بنا کر اسی سے چھٹکارے کی استعماری سازش عالم اسلام کے ہر ملک میں چل رہی تھی۔ برطانوی، امریکی اور روسی سامراج عالم اسلام میں اپنے پالتو تلاش کر کے انہیں باہم دست و گریباں کر رہے تھے۔ غرضیکہ ایک شدید تشتت وانتشار کا تسلط تھا۔ ایسے میں مولانا مرحوم جیسے صاحب دل افراد کی مساعی شدید مایوسی کے اس دور میں امید بیم پیہم کا ایک ٹمٹماتا چراغ تھیں۔ آپ نے مولانا محمد ذاکر بانی جامعہ محمدی کو اتحاد عالم اسلام کیلئے ملکی اور غیر ملکی سطح پر چند ضروری امور انجام دینے کی تجویز دی اس تجویز کی نمایاں چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عالم اسلام کے سفراء سے رابطے استوار کیئے جائیں اور انہیں پاکستان کی تہذیب و تمدن اور اسلام کے حوالے سے مختلف تقاریب میں مدعو کر کے اپنائیت کا احساس دلائیں نیز ان کے دلوں میں ملت اسلامیہ کی اجتماعی حیات کے حوالے سے معاشی، صنعتی، سیاسی اور سماجی درپیش مسائل کے حوالہ سے مشترکہ مساعی کرنے کی ترغیب دی جائے۔

۲۔ مذہبی تفرقہ بازی کو ختم کرنے کیلئے مسلک اعتدال کو اپنایا جائے اور تمام مکاتب فکر کو باہم شیروشکر کرنے کیلئے عربی مدارس کے نصاب اور دینی کتب میں مناسب ترامیم کی جائیں۔

۳۔ تفرقہ بازی کا بنیادی سبب تنگ نظری ہے۔ چنانچہ تنگ نظری کو ختم کرنے کیلئے شاہ ولی اللہ جیسے علمائے کرام کی وسیع المشرب شخصیات کے افکار کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کیلئے مناسب حکمت عملی اپنائی جائے۔

مولانا محمد ذاکر مرحوم نے آپ کی ان تجاویز کو بنظر تحسین دیکھتے ہوئے ان پر فوری عمل درآمد کے احکامات دیتے ہوئے جامعہ میں مندرجہ ذیل نئے ادارے قائم کیئے۔

۱۔ موتمر عالم اسلامی۔

۲- موتمر تعلیمات اسلامی۔
۳- مجلس شاہ ولی اللہی۔
۴- دارالمبلغین۔
۵- شعبہ تصنیف و تالیف۔

ان اداروں نے اپنے قیام کے ساتھ ہی منظم طور پر کام کرنا شروع کردیا۔ موتمر عالم اسلامی نے کئی علمی کانفرنسیں منعقد کروائیں جن میں عالمی اسلامی ممالک کے سفراء اور علماء کو صدور المجالس اور خصوصی مہمانوں کے طور پر مدعو کیا گیا۔ اور اس طرح باہمی تجاویز واستفسارات کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک دوسرے کی مسائل کو بہتر طور پر سوچنے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ اور اللہ کے فضل سے یہ مساعی رنگ لائیں اور موتمر عالم اسلامی کی عالمی سطح پر تنظیم ہوئی۔ اور اس کی کوششوں سے کئی عالمی اسلامی کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن کی کوکھ سے باہمی مسائل کے حل کیلئے مشترکہ جدوجہد کا حوصلہ پیدا ہوا۔

موتمر تعلیمات اسلامی کے تحت دینی اداروں کے نصاب میں نمایاں اور ضروری ترامیم کی مساعی کی گئیں اور اس سلسلہ میں ملکی و غیرملکی ماہرین تعلیم کی خدمات مستعار لی گئیں جس کے نتیجہ میں ایک انتہائی متوازن، معتدل اور جدید و قدیم علوم کے حسین امتزاج پر مبنی نصاب تعلیم کا ایک خاکہ تیار کرنے کا موقع ملا جسے مختلف اداروں میں تجربتاً چلانے کیلئے ملکی سطح پر اور اسلامی ممالک میں متعارف کرانے کیلئے کثیر تعداد میں شائع کرکے تقسیم کیا گیا۔

مجلس شاہ ولی اللہی کے تحت تفرقہ بازی کے خاتمے کیلئے مطالعاتی مراکز قائم کیئے گئے۔ اور ان مراکز میں ایسا مواد رکھا گیا جو تمام فرقوں کی شکر رنجیوں کو ختم کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرکے باہمی محبت و مودت کے فروغ کے عوامل کا نقیب تھا۔

ادارہ تصنیف و تالیفات اسی مقصد کیلئے مناسب لٹریچر کی تخلیق کا باعث تھا۔ ماہنامہ "الجامعہ" اس کا پروقار ترجمان تھا۔ اس کا "اتحاد عالم اسلام نمبر" اور "فلسطین نمبر" اس سلسلہ کی کامیاب کوششیں ثابت ہوئیں۔

مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ کی تحقیق و کاوش پر مبنی تصانیف حدیث ثقلین اور رحماء

بینھم نے اتحاد ملت اسلامیہ کے فروغ میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

دارالمبلغین کے تحت ہفتہ وار اجتماعات کی داغ بیل ڈالی گئی جس میں جمعہ کے خطبات اور خصوصی مواقع پر ضروری مجالس کا انعقاد کر کے اتحاد امت کی بنیادی تعلیمات، اخلاقی اقدار کے احیاء اور اسلامی تعلیمات کی زندہ اور روشن مثالوں پر مبنی تقاریر کے ذریعے ہم آہنگی اور محبت کو فروغ دینے کی کوششیں کی گئیں۔

مولانا سید محمد متین ہاشمی اسی دوران مشرقی پاکستان میں اس مشن کے ضروری تقاضوں کے پیش نظر واپس چلے گئے جہاں انہوں نے سابقہ کالج کو ترقی دی اور مشرقی پاکستان میں علاقائیت پر مبنی زہر آلود لٹریچر اور پروپیگنڈے کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ تعلیمی و تدریسی ذمہ داریوں کے ذریعہ نوجوان نسل کو قریہ قریہ اور بستی بستی نکل کر زہر آلود پروپیگنڈے کی بیخ کنی کیلئے تیار کیا۔ ۱۹۶۲ء سے لیکر ۱۹۷۲ء تک آپ مشرقی پاکستان رہے۔ عالمی استعماری سازشوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان کا سانحہ اسی دوران پیش آیا۔ آپ نے ان دنوں جو قابل قدر خدمات پیش کیں اس پردور کا پریس شاہد ہے۔ یہاں تک کہ علیحدگی کے ذمہ دار شیخ مجیب الرحمن نے آپ کے مشنری کام کی کاٹ محسوس کرتے ہوئے آپ کی زندہ یا مردہ گرفتاری پر انعام مقرر کیا۔ لیکن اس کو اس میں کامیابی نہ ہوسکی، چنانچہ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ۱۹۷۲ء میں آپ مغربی پاکستان آگئے اور دوبارہ جامعہ محمدی میں مصروف عمل ہو گئے۔ اپریل ۷۳ء میں الجامعہ کی اشاعت میں آپ نے اتحاد عالم اسلامی میں درپیش مشکلات دور کی جانے والی مساعی کے حوالہ سے ایک یادگار تحریر ریکارڈ کی۔ جس میں آپ نے اتحاد عالم عرب اور اتحاد عالم اسلام کے حوالہ سے کرنل معمر قذافی کی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے امید کی کہ عالم اسلام نے اگر ان کی مساعی کو محسوس کیا تو انشاء اللہ یہ خواب جلد اپنی تعبیر سے ہمکنار ہوگا۔ آپ عالم عرب میں ابھرتے ہوئے انقلاب پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل میں کیا ہوگا لیکن مذکورہ بالا صورت حال اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ عالم عرب میں نئے رجحانات جنم لے رہے ہیں۔ سائنٹفک سوشلزم کا وہ طلسم جس نے عرصہ سے عربوں کو مسحور کر رکھا تھا ٹوٹ رہا ہے۔ اور عالم عرب

اب عرب سوشلزم کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ عدل اجتماعی کا جو تصور اسلام نے دیا ہے اس کو عملی طور پر جاری و ساری کرنے کی طرف پیش رفت کی جائے۔ رفتہ رفتہ یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ اسلام ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے لہذا دنیا کے دوسرے نظام ہائے حیات کی نقالی کی بجائے اسلامی نظام حیات کو بالاستیعاب نافذ کرنا چاہئیے۔ ماضی میں عرب ریاستوں کا کردار افتراق و انشقاق کا تھا لیکن اب روز بروز اجتماعیت اور اتحاد کے رجحانات بڑھ رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں ہے جب کم از کم عرب ریاستوں کی دولت مشترکہ اور ان کی مشترکہ منڈی وجود میں آجائے"

مذکورہ بالا رجحانات کا دور عرب قیادت اور دیگر اسلامی مملکتوں کے درمیان محبت و یگانگت کی نوید تھا۔ شاہ فیصل مرحوم کی مساعی اس سلسلہ میں بڑی قابل قدر تھیں۔ لیکن عالمی سازشیں بھی اپنا کام کر رہی تھیں۔ ۱۹۷۴ء میں جب لاہور میں عالمی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں مسلمان سربراہان نے ان تشنہ خوابوں کو تعبیر سے ہمکنار کرنے کیلئے پرزور کوششوں کا عندیہ دیا تو استعماری طاقتیں برداشت نہ کرسکیں۔ صدر سادات اور شاہ فیصل شہید کردیئے گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان میں پھانسی دے دی گئی اور اس طرح اس دور کی سربراہی کانفرنس میں پیش پیش سب سربراہاں عالمی سازشوں کا نشانہ بنالیئے گئے۔ صدر معمر کرنل القذافی اسی کی اب تک قیمت ادا کر رہے ہیں۔ لیکن اس ساری تکلیف دہ صورت حال کے باوجود عالمی اسلامی اتحاد کی مساعی کیلئے مستقل پلیٹ فارم بن چکا ہے۔ جس کی وجہ سے عالمی اسلامی سربراہان اور اس سے پہلے اسلامی وزرائے خارجہ کی کئی کانفرنسیں ہوچکی ہیں جن کے نتیجہ میں ورلڈ اسلامک بینک، عالمی اسلامی مشترکہ مارکیٹ، عالمی اسلامی میڈیا سروس اور عالمی اسلامی فوجی تعاون کی طرف پیش قدمی ہمہ وقت جاری ہے اور اس حوالہ سے بڑے خاطر خواہ نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

۱۹۷۴ء میں مولانا مرحوم نے جامعہ محمدی کے عزائم و مقاصد کو ایک مستقل تحریک کی صورت میں منضبط کر کے شائع کیا۔ جسے تحریک جامعہ محمدی" کے عنوان سے یاد کیا گیا۔ اس تحریک کے تین بنیادی مقاصد تھے۔

۱۔ قدیم و جدید علوم کے درمیان امتزاج۔

۲۔ مسلک اعتدال (الجمع بین المختلفات فلسفہ شاہ ولی اللہ کی روشنی میں)

۳۔ اتحاد عالم اسلام۔

پہلے دو مقاصد دراصل اتحاد عالم اسلام کی زندہ و پائندہ بنیادوں کی مضبوطی کا مصالحہ تھے۔ چنانچہ اس حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"اتحاد عالم اسلام تحریک جامعہ محمدی کی ہئیت ترکیبی کا تیسرا اہم عنصر ہے فرق صرف یہ ہے کہ پہلے دو عناصر کا زیادہ تر تعلق مقامی اور ملکی حالات و مقتضیات سے ہے اور اس عنصر کا تعلق مقامیت کے علاوہ بین الاقوامیت سے بھی ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ عنصر تحریک میں عملی طور پر نہیں رکھا گیا کیونکہ یہ کسی ادارے، مقامی تحریک و تنظیم کے بس کی بات نہیں بلکہ ہماری تحریک میں اس عنصر کی نظریاتی اور علمی حیثیت ہے۔ یعنی ہم اس فکر کو ملک میں مقبول بنانا چاہتے ہیں .کہ عالم اسلام متحد ہو ان کے درمیان اقتصادی، علمی، معاشی، مذہبی، سیاسی اور تمدنی روابط استوار ہوں اور سارے مسلم ممالک اسلام کی قدیم روایات کے مطابق باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ اپنے اندرونی قضیے اور مسائل حل کریں اور مل جل کر اپنے دشمنوں سے بچاؤ کے راستے متعین کریں۔"

وہ ممالک اسلامیہ جو ابھی تک کفار و مشرکین کی گرفت میں ہیں مثلاً فلسطین، کشمیر، قبرص، افریقی ممالک انہیں آزاد کرائیں اور اسلامی دولت مشترکہ، اسلامی مشترکہ منڈی، اسلامی بینک، اسلامی نیوز ایجنسی وغیرہ کے قیام کی صورتیں پیدا کریں۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلم ممالک کے ساتھ ہم پاکستانیوں کا علمی رابطہ قائم ہو اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے حالات اور مسائل سے واقف رہیں۔ وہ ہمارے حالات اور مسائل کو جانیں اور اسطرح ایک عالمگیر برادری کا تصور جسے جناب رسول کریم ﷺ نے پیش کیا تھا، پروان چڑھے۔

رہا عملی سطح پر کام، تو دراصل یہ حکومتوں کا کام ہے افراد یا تنظیموں کے بس کا یہ روگ نہیں ہے۔ ہم تو صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ ہماری حکومت جب ملک کے دستور کے مطابق اتحاد عالم اسلام کیلئے کوئی اقدام کرنا چاہے تو اس کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ ملک کی

رائے عامہ کو ہموار کریں اور ان قوتوں کا مقابلہ کریں جو حکومت کے اس مستحسن اقدام میں اپنے ذاتی فاسد اور غیر اسلامی نظریہ یا غیر ملکی طاقتوں کے اشارے پر روڑہ اٹکانے کی کوشش کریں"

مولانا نے تحریک جامعہ محمدی میں "اتحاد عالم اسلامی" کے عنصر کو جس انداز میں شامل کیااور ادارے کی بساط سے اس کیلئے کام اوراس کے طریقہ کار کی جو تصویر دی ہے۔ وہ واقعی ایک فرد یا ادارے کی بساط تک اسی قدر ہے۔ لیکن آپ نےعالمی اسلامی اتحاد کے حوالہ سے جن مشترکہ اقدامات کی نشاندھی کی ہے وہ ان کے دل کے اندر ایک عالمی ریاست اسلامیہ کے خواب کی تعبیر کی ابتدائی صورتیں ہیں۔ جس کا اظہار انہوں نے۱۹۷۳ء کی اس تحریر میں کیا ہے۔

"حالات کا یہی رخ رہا تو بہت جلد چھوٹی چھوٹی مسلم ریاستیں مل کر بڑی ریاستوں میں تبدیل ہوجائیں گی اور پھر عرب دولت مشترکہ منڈی کے بعد دوسرا قدم مسلم دولت مشترکہ اور مسلم مشترکہ منڈی کا قیام ہوگا۔ اور پھر جس طرح اہل یورپ اقوام متحدہ یورپ بنانے کی تیاریاں کر رہے ہیں اسی طرح انشاء اللہ تعالی مسلم ریاست ہائے متحدہ کا قیام بھی عمل میں آجائے گا۔ اوراسی کی دعوت علامہ اقبال نے دی تھی۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

مولانا کے نزدیک اتحاد عالم اسلام دراصل اتحاد عالم انسانیت ہے۔ جس کے نزدیک رنگ، نسل، زبان، امیر، غریب، عربی، عجمی، چھوٹے بڑے اور اونچی یا نیچی ذات کی تفریق ننگ انسانیت قرار دی گئی ہے۔ اور عقیدے کے رشتہ کی بنیاد پر جو کہ سراسر ایک اخلاقی، روحانی اور نیک اقدار کے احیاء کارشتہ ہے، ایک امت کی تشکیل کا نظریہ ہے۔ جس کی بدولت دنیائے انسانیت میں امن و آشتی اور صلح و محبت کے بیج بو کر بدی کی قوتوں کو جو کہ انسان کو حیوان بنا کر ذلت سے ہمکنار کرتی ہے، ختم کیا جاسکتا ہے۔

سہ ماہی منہاج بابت اپریل ۱۹۹۰ء میں بنیاد پرستی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"دین اور روحانیت انسانی فطرت کا حصہ ہے اور خلق اللہ میں تبدیلی نہیں آسکتی ممکن

ہے کہ کچھ عرصے تک یہ خام خیال لوگ اپنے طاقتور میڈیا کے ذریعے روحانیت کی ہوا کے اس روح پرور جھونکے کو روک دیں لیکن یہ نسیم جانفزا عنقریب ایک طوفان بلاخیز بن جائیگی تب یہ سارے گھروندے خشک تنکوں کی طرح بکھر جائیں گے۔ یہی وہ وقت ہے جب کہ کفر متحد ہورہا ہے۔ عالم اسلام کو بھی متحد ہونا چاہیے اور اسے اپنی سطح سے تھوڑا سا بلند ہو کر دنیا کے دوسرے روحانی اداروں اور افکار و ادیان سے رابطہ کرنا چاہیے"

ایک اور جگہ "فساد فی الارض کا انجام" کے عنوان کے تحت سہ ماہی منہاج بابت جولائی ۹۱ء میں آپ لکھتے ہیں۔

"قرآن کریم ایک ابدی اور لازوال کتاب ہے اور اس نے رنگ و نسل، ذات پات اونچ نیچ کی تمیز کے بغیر عالم انسانیت کو ایک پیغام دیا ہے اور ایک ضابطۂ حیات متعین کیا ہے۔ انسانیت کی فلاح کا جو نسخہ قرآن نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان اللہ کا کنبہ ہے۔ اور کسی کو اللہ کی زمین پر فساد برپا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور جو آدمی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو گویا وہ براہ راست اللہ تعالی کی صفت ربوبیت کو چیلنج کرتا ہے"

افغانستان میں روس کی وحشیانہ اور متشددانہ مداخلت کا حوالہ دیتے ہوئے آپ آگے لکھتے ہیں۔

"سوویت روس جس نے ستر برس تک عوام کو بے وقوف بنایا۔ کے جی بی کے دہشت ناک اقدامات کے ذریعہ افکار و اظہار پر پہرے لگائے۔ مذہب کو افیون کی گولی سمجھا گیا۔ الحاد کی تعلیم لازمی قرار دی گئی لیکن آج افغانستان کے مجاہدین کی پرایمان کوشش اور قربانی کے بعد روس شکست و ریخت کا شکار ہے۔ بالٹک ریاستیں آزاد ہوچکی ہیں۔ مشرقی یورپ نے بھی آزادی کا اعلان کردیا ہے۔ اور اس طرح دنیا کی بہت بڑی سپر طاقت تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ اور شدید معاشی بدحالی کی وجہ سے مغربی ریاستوں کے دروازے پر کھڑی بھیک مانگ رہی ہے۔ اللہ تعالی نے تکبر کا سر کچل دیا ہے۔ ستر برس تک مذہبی آزادی مسلوب ہونے کے باوجود آج اسلام سمرقند بخارا میں پھر انگڑائی لیکر اٹھ رہا ہے"

غرضیکہ مذہب روحانی اقدار کا نقیب ہے۔ اور اسلامی دعوت سراسر بنی نوعِ انسان کی فلاح اور کامرانی پر مبنی ہے۔ اس لئے اتحاد عالم اسلام کی ضرورت و اہمیت دراصل بنی نوع

انسان کی فلاح و ترقی کی امین ہے۔

مولانا سیّد محمد متین ہاشمی نے جب پاکستان میں نفاذ شریعت کی تحریک چلی تو علمی و تحقیقی بنیادوں پر کام کرنے کیلئے دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے مرکز تحقیق کی ساری توجہ اسی کام پر لگادی۔ سہ ماہی منہاج کے فقہی ابحاث پر مبنی علمی مضامین کے ساتھ ساتھ آپ نے اہم اور ضروری موضوعات پر نئی کتب لکھوا کر شائع کیں۔ کئی اہم فقہی کتب کے تراجم کرائے اور اسطرح پاکستان میں اسلامی نظام کے فکری غلبہ کیلئے اس تحریک کو بڑا مضبوط بنایا۔ آپ کی یہ کاوشیں درج ذیل اہم اصولوں پر مبنی رہیں۔

۱۔ مسالک و فرق کے اختلافات سے ہٹ کر اتحاد و یگانگت کی فضا کو پروان چڑھایا جائے۔

۲۔ علمی مسائل کے اختلافات کو صرف علماء تک محدود کیا جائے

۳۔ باہمی سوچ و بچار کو فروغ دیا جائے۔

۴۔ باہمی احترام اور خوش اخلاقی کی فضاء قائم کی جائے۔

یہی وجہ تھی کہ مرکز تحقیق میں ہر مسلک کے علماء تشریف لاتے اور ہر مسلک کی فقہی آراء منہاج کی نگارشات میں شامل ہوتیں اور اسطرح آپ کی یہ کوششیں علماء اور مفکرین کو یکجا کرنے کا باعث بنیں۔ جس سے عالم اسلام میں تفرقہ بازی کے زہر کو ختم کرنے میں بڑی عمدہ مثالیں سامنے آئیں۔

مولانا نے عالم اسلام کو جدید دنیا کے درپیش مسائل سے بہتر طور پر نبرد آزما ہونے کیلئے جو علمی اور فکری مواد دیا وہ بڑا قابل قدر ہے۔ اس دور میں عالم اسلام سے دنیائے انسانیت جن مسائل کا حل پوچھ رہی ہے وہ زندگی کی معاشرت، معیشت، سیاست اور حکومت وغیرہ کے ہر پہلو سے وابستہ ہیں۔ مولانا نے مرکز تحقیق کی طرف سے انہی مسائل کو حل کرنے کیلئے جو مواد پیش کیا ہے وہ انشاء اللہ عالم اسلام کی علمی و فکری قیادت میں مہمیز کا کام دے گا۔ اور اس طرح احساس کمتری اور ندامت کی جو صورت حال ماضی میں عالم اسلام کے ایک دوسرے کے قریب آنے میں مانع تھی جلد ختم ہو جائے گی۔